ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فیروزاحمد میر
اسسٹنٹ پروفیسر، اعلیٰ تعلیم جموں وکشمیر، انڈیا

ریاست جموں وکشمیر میں مزاحمتی افسانہ

Dr. Falak Fayrooz
Assistant Professor, Higher Educaion, Srinagar, Jammu & Kashmir, India.

Protest litrature in Jammu and Kashmir (With reference to Urdu short stories)

The protest litrature has gained a remarkable space in the world of current literature. the world famous writers viz. Aga sahid ali, MiChil focoo, Muhammad Darvesh, Auran dati Roy,Faiz Ahmad Faiz, Mushraf Aalam zooqi, Anwar sajad, Rasheed Amjid etc have written master pieces of creative writing in the protest litrature. Like other parts of the world j and k is not Forbehind in creating of protest litrature which is a strong Manisfistation and outlet of public emotions .The protest litrature has become a strong plate from for the writers to raise their voices aganist the chaos and disordernees of social, political, socio economic setups. In j and k Protest litrature is evident in other urdu literary genres but has a great apeal in Urdu short stories like in (aajadi), (Arustoo ki wapse), (yai Basti aazaboon ki) etc, where in the different fictious characters have completely amalgamated in the prescribed roles of protest as is depected by the little boy of (Aajadi) created by Gh. Nabi. Sahid. In (Aroustoo ki wapsce) Wahshe sayed has Buetifully inscribed the degradation of current values as compered to the values setup during the era of great skinder azam for soldiers. The short story (Yae basti aazaboon ki) by mansoor ahmad mansoor vividly potraites the gloom of a city and is optimistic about the arrival of sind baad jahazi that he would vanish the sorrows and worries of the people in the basti.

Key Words: *Healing Touch, psychological conflict, freedom, raid, Identity parade, Custodial death, Solider, Immorality, Lawlessness, rumours, Sexual exploitation.*

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

عالمی سطح کی تخلیقات میں جہاں رومانوی ادب، حقیقت پسندانہ ادب، مقامی روایات پر مبنی لٹریچر، پسماندہ طبقات کے مسائل پر مبنی تخلیقات منظرِ عام پر آچکی ہیں وہیں اپنی اپنی تہذیبوں اور سیاسی زوال پزیری کی بنیاد پر تخلیق شدہ احتجاجی ادب اب ایک معتبر حیثیت قائم کر چکا ہے جس کی نمائندہ مثالیں ہمیں مختلف ادباء کے یہاں ملتی ہے جن میں فیض احمد فیض، ناصر کاظمی، ن۔م راشد، منٹو، عصمت چغتائی، سراد جعفری، مجاز، جوش، رشید امجد، آغا شاہد علی، رمزی بیروڈی، سلمان رشدی، خشونت سنگھ، مشل فوکو، محمود درویش، کاملا شمسی، خالد حسینی، ارون دتی رائے قابل ذکر ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر میں مزاحمتی ادب کی تاریخ میں کچھ اہم ادباء نے اپنا رول ادا کیا ہے جن میں حکیم منظور، حامدی کاشمیری، شمیم احمد شمیم، شبنم قیوم، عبد الاحد آزاد، وغیرہ شامل ہے اسی طرح موجودہ دور میں چند بہترین افسانہ نگار اس حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں جن میں نورشاہ، غلام نبی شاہد، منصور احمد منصور، وحشی سعید، ریاض توحیدی، طارق شبنم قابلِ ذکر ہیں۔

نورشاہ ریاست جموں و کشمیر میں اردو افسانے کا ایک اہم باب تصور کیا جاتا ہے جنہوں نے روایتی افسانہ نگاروں اور جدید افسانہ نگاروں کے درمیاں ایک رابطے کا کام انجام دیا جس میں وہ خود بھی ایک تخلیق کار کی حیثیت سے شامل ہے۔انہوں نے ریاست کی سیاسی، تہذیبی، روایات کا بچشمِ خود مشاہدہ کر کے تخلیقی ہنر کے ساتھ ان کو نسل در نسل منتقل کیا ہے۔اسی جذبے کے تحت "کشمیر کہانی" نامی کتاب جو ۲۱۰۲ء میں شائع ہوئی ہے جس میں بیس افسانوں کے علاوہ ان کے ڈرامے بھی موجود ہیں۔اس کتاب میں مختلف قسم کے موضوعات پر رقم کی گئی کہانیاں شامل ہیں جن میں کشمیر کے سیاسی منظرنامے سے متعلق، یہاں کے آئے روز بدلتے سیاسی منشورات، لوگوں کے مشکلات، وردی اور غیر وردی کے درمیان آپسی رساکشی میں عام لوگوں کی بے نام موت کا رقصاں منظر، سفاراتی تعلقات، ہوائی اور زمینی افواہازی، لوگوں کی نفسیاتی الجھنوں کے تیئں کہانیاں شامل ہیں

افسانہ "ہیلنگ ٹچ" ایک ایسی ہی کہانی ہے جس میں یہاں کے اس سیاسی منظرنامے کو دیکھا جاسکتا ہے جس کا سیاسی منشور ہی یہ ہے کہ جس گھرانے کا کوئی بھی فرد ملیٹنسی کا شکار ہوا ہو اس گھرانے کے ایک فرد کو healing touch کے تحت نوکری فراہم کی جائے گی یعنی ہیلنگ ٹچ بے سہاروں کا ایک آخری سہارا جس کا کوئی متبادل ہی نہ ہو۔افسانے کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"ایک طرف آمنہ کے بڑے بھائی کی خون سے لت پت لاش تھی اور دوسری طرف سرکار کا ایک اعلیٰ آفیسر آمنہ کو ہیلنگ ٹچ کے نام پر نوکری کا حکم نامہ دے رہا تھا لیکن اس بات کی کوئی وضاحت نہ کی گئی تھی کہ آمنہ کے بھائی کو کس جانب گولی لگی تھی۔ کیا وہ گولی وردی میں تھی یا وردی کے بغیر اور ملٹینسی سے ان کا کیا تعلق تھا، وہ تو صرف اپنے بہنوں کا بھائی تھا۔ پھر وہ ملی ٹنٹ کب اور کیسے بنا اور کیسے ملٹینسی کا شکار ہوا۔ لیکن آمنہ اس بات سے واقف تھی کہ صرف اپنی بہن کو روزگار دلانے کے لیے اُس کے بھائی نے ایک نیا روپ اپنا لیا تھا۔"(۱)

اسی طرح سے اس مجموعے میں سوداگر، مجروح قافلے کی داستان، دلدل، لمبی عمر کی لکیریں، آگے خاموشی ہے، سرخ بستی نامی کہانیاں موجود ہیں جن میں موضوعاتی تنوع دیکھا جاسکتا ہے۔ نور شاہ کے افسانوں میں ایک عام زبان ملتی ہیں عام زبان سے مراد وہ اسلوب جس میں نہ کوئی الجھاؤ ہے اور نہ ہی کوئی پیچیدگی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ نور شاہ کشمیری لوگوں کے نبض شناس اور نفس شناس ہیں جو کم سے کم الفاظ میں اپنی بات سیدھے قاری تک پہنچاتے ہیں تو بیجا نہ ہو گا۔ بقولِ علی جواد زیدی:

"نور شاہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ افسانے ذہن میں نہیں بلکہ زندگی کی کھردری سطح پر بکھرے پڑے ہیں، اِن کو سلیقے سے چنا اور صناعی سے واقعات اور محسوسات کو ایک قصے کی صورت میں پیش کرنا نور شاہ کو خوب آتا ہے۔"(۲)

نور شاہ کے یہاں متعدد ایسی کہانیاں ہیں جن میں احتجاجی پیرائے میں کشمیر میں ہو رہے ظلم اور قتل و غارت گری کی داستان رقم کی گئی ہے۔

غلام نبی شاہد کا افسانوی مجموعہ "اعلان جاری ہے" جو ۳۲ کہانیوں پر مشتمل ہیں بیشتر کہانیاں کشمیر میں ہو رہے جبر و ظلم کی داستان ہے۔ خاص طور سے افسانہ "آجادی" جس میں ایک معصوم بچے کا جواب سن کر ڈیوٹی پر تعینات فوجی سریندر دیکھتا ہی رہ جاتا ہے:

"سریندر یہ سب دیکھ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور جیب سے دس روپیہ کا نوٹ نکال کر محی الدین کے ہاتھ میں تھما دیا اور سامنے سے ایک چپس کا پیکٹ اٹھا کر بچے کے قریب آگیا اور چپس کا پیکٹ بچے کے ہاتھوں میں تھمتے ہوئے بولا۔ یہ لو اب تو چپ ہو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جاو۔۔۔ چپس کا پیکٹ لے کر بچہ فوراً چپ ہو گیا۔ سریندر بچے کو خاموشی سے دیکھتا رہا پھر قدرے اطمنان سے پوچھا۔ "شاباش۔۔۔ اب بولو اور کیا چاہیے" بچے نے چپس کے پیکٹ سے کھیلتے ہوئے اسی اطمنان سے جواب دیا۔۔ "آجادی"۔ "(۳)

اسی طرح کی مختلف کہانیاں ان کے افسانوی مجموعے میں شامل ہیں۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ غلام نبی شاہد کے بیشتر افسانے کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں گولیوں، بم دھماکوں، چھاپہ ماریوں، تلاشیوں، شناختی پریڈوں، پولیس حراستوں، حراستی ہلاکتوں اور غائب نوجوانوں کی روداد قلم بند کی گئی ہے۔ کہیں کہیں استعاروں اور علامتوں جیسے کتوں، ابابیلوں وغیرہ کے ذریعے بھی اپنا مدعا پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

منصور احمد منصور کشمیر میں اردو افسانے کا اہم نام ہے "یہ بستی عذابوں کی" ان کا افسانوی مجموعہ ہے جس میں ۴۱ افسانے شامل ہیں۔ بیشتر افسانوں کا محور و مرکز کشمیر ہے۔ ان کے یہاں بعض اوقات داستانوی فضا اور دیو مالائی اساطیر کا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ منصور احمد منصور کا تخلیقی کینوا س نہایت وسیع اور گنجلک ہے ایک عام قاری ان کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی موضوع کے بنیادی کریکس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ ان کے افسانوں میں بعض اوقات ایسے مقامات سامنے آتے ہیں جہاں سے قاری بھاگنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ایک باذوق قاری ان کے افسانوں میں تخلیقی سطح پر خیالات کے دریا میں بہتا چلا جاتا ہے کیوں کہ اس سے یہ علم بخوبی ہوتا ہے کہ مصنف ناخدا بن کر مجھے بھنور سے بہ حفاظت منزل تک پہنچائے گا۔ مصنف کی افسانوی بوطیقا انتظار حسین کی طرح مختلف النواع حیثیت رکھتی ہے جہاں بے مثال علامتیں استعمال میں لائی جاتی ہیں اس تعلق سے اقتباس پیشِ خدمت ہے:

"اس شہر کے بیچوں وبیچ ایک بڑی شاہراہ ہے جو شاہراہ ستم کہلاتی۔ یہ شہر کی قابلِ دید شاہراہ ہے۔ اس شاہراہ پر خواجہ سگ پرست کی حکمرانی ہے اس لیے آدمی قید میں ہیں اور کتے آزاد۔ شاہراہ ستم کے ایک طرف آہنی پنجرہ ہے جس میں پیر وجوان قید ہیں۔"(۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

منصور احمد منصور تخلیقات کا وہ خاموش سمندر ہے جو اپنی مدہم لہروں میں طلاطم پیدا کر کے کبھی انشائیہ کے پیرائے میں ظلم کے خلاف سند باد جہازی کی طرح سینہ سپر ہو کر دشمن کے سامنے مقابلہ آرائی کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی موقع پا کر معنوی حسین کی طرح سچائی کا الم لے کر افسانہ نگار کی حیثیت سے احتجاج پر اتر آتا ہے۔

وحشی سعید کے افسانوں کی سب سے بہترین خوبی یہ ہے کے مختصر انداز میں بڑی بات قارئین تک پہنچاتے ہیں نیز اسلوب کی سب سے بڑی فنکاری کا مظاہرہ ان کے یہاں اس صورت میں ملتا ہے کہ زبان کے لسانی برتاو کا استعمال نہایت صاف سادہ اور بہترین انداز میں کرتے ہیں جس کی وجہ سے دورانِ مطالعہ قاری محظوظ ہوتا ہے۔

"ارسطو کی واپسی" افسانوی مجموعہ وحشی سعید کے فن کا تابناک مظاہرہ اور مشاہدہ ہے جس کی اشاعت سال ۲۰۱۷ء میں ہوئی۔ یہ مجموعہ مختلف افسانوں، ان کے تجزیاتی مطالعوں اور چند ایک تبصروں پر مبنی ہے۔ "ارسطو کی واپسی" اس مجموعے میں شامل ایک خوبصورت کہانی ہے۔ جس میں انسانی اقدار کی پامالی کا رونا رویا گیا ہے۔ ایسے واقعات نہ جانے روزانہ بنیادوں پر فلسطین، افغانستان، لیبیا اور کشمیر میں کتنے ہوتے رہتے ہیں۔ کہانی کا یہ خوب صورت اقتباس دیکھیے جس سے موجودہ صورت حال کی عکاسی ہوتی ہے:

> "وہ عام شہری جس کو فوجیوں نے بکتر بند گاڑی کے سامنے والے حصے پر باندھ لیا تھا، اس سے سنسان شہر کی سنسان گلیوں اور سڑکوں پر گمارہے تھے۔ وہ فوجی اپنی اس فتح پر ناچ رہے تھے۔ بگل بجا بجا کر جیت کا اعلان کر رہے تھے۔۔۔ وہ صبح بھی کالی تھی وہ شام بھی سیاہ تھی جس نے ایک عام شہری کو انسانی سپر بنتے ہوئے دیکھا۔ جس فوجی نے انسانیت کو پامال کیا اس فوجی کو اس کے کمانڈر نے بہادری کے تمغے سے نوازا۔" (۵)

اس افسانے میں اگرچہ ایک عام مسلے کو موضوع بنا کر پیش کیا گیا ہے لیکن افسانے کا بین الاسطور مطالعہ قاری کو معلمِ اخلاق اور ان کے پیش کیے گیے ان اخلاق وضوابط کا مطالعہ بھی کراتا ہے جنہیں ایک مثالی ریاست کے لیے حکمت عملی کے طور پر لاگو کیا گیا تھا لیکن بدقسمتی سے موجودہ دور کے لاقانونی نظام میں ان کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے جس کی وجہ سے سقراط، افلاطون اور ارسطو اپنی دنیا میں واپس چلے جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے یہاں ایسے سماج کی کوئی گنجائش نہیں ہے جہاں پر معصوم انسانوں کو ڈھال بنا کر حقوقِ انسانی کو پامال کیا جائے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس افسانے کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وحشی سعید انسانی اقدار اور معراج کا افسانہ نگار ہیں جن کے یہاں انسانیت، مذہب اور قانون سے بالاتر ہے۔ بلخصوص حقوقِ انسانیت کا تحفظ ان کے فن میں طغرائے امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔

افسانہ "سزا کس جرم کی" ایک ایسی کہانی ہے جس میں عالمی سطح پر پھیلی ہوئی منافرت اور دہشت گردی کو موضوع بنا کر کے پیش کیا گیا ہے۔ بابری مسجد اور رام مندر کا تنازعہ ہندوستان کی سیاست کا ایک نمایاں باب ہے جس کو لے کر کے مسلمانوں اور ہندووں کے خون کی لالہ زاری اپنی داستان رقم کر چکی ہے۔ اس افسانے میں ایودھیا شہر سے لے کر ممبی، لندن، امریکہ کے حالات کو دکھانے کے کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح سے مذہبی امورات کو ایک ٹول بنا کر کے سیاسی جماعتیں اپنے فائدے کے لیے انسانوں کا خون کراتے ہیں۔

افسانہ "سستا لہو" میں جمال علی اور اقبال کے ذریعے سے امیر اور غریب کے درمیان نظریاتی اور سماجی حد بندیوں کو پیش کیا گیا ہے جہاں اقبال جیسے غریب اور دہقانی ہم جماعت طالب علم سے جمال علی جیسے امیر لوگ اپنا ذاتی کام کرواتے ہیں یہاں تک کہ جمال علی کی بہن نجمہ جو طلاق شدہ ہے بھی اقبال کا جنسی استحصال کر کے اس کے لہو کو غربت کی گالیاں دے دے کر طعنہ دیتی ہے۔ اس طرح سے اقبال بدحواسی کی حالت میں گر پڑ جاتا ہے اور ایک بے نام موت کی طرح سستے لہو کی مانند مر جاتا ہے۔

وحشی سعید ایک نبض شناس افسانہ نگار ہیں جس کے متعلق کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے ان کے یہاں انسانی سماج کی ان کمزوریوں کو اجاگر کیا گیا ہے جن کا سامنا آئے روز ہر ایک ذی حس شخص کو بلواسطہ یا بلاواسطہ رہتا ہے۔ شمس الرحمن فاروقی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

> "وحشی سعید کے افسانے ہمیں زندگی کے بارے میں زیادہ حساس بناتے ہیں اور بظاہر روز مرہ زندگی سے دور ہونے کے باوجود ہمیں انسان کی موجودہ صورتِ حال میں شریک کرتے ہیں۔"
>
> (ارسطو کی واپسی، فلیپ کور)

مختصر طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اردو افسانے کی تاریخ میں وحشی سعید ایک روشن مینار کی طرح اپنے سفر پر رواں دواں ہے۔ جن کے یہاں احتجاجی ادب کا ایک ذخیرہ موجود ہے جس پر الگ سے ایک تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

ریاض توحیدی افسانہ نگاری کی دنیا میں ایک اہم نام ہے جن کے افسانوی مجموعے "کالے پیڑوں کا جنگل"

اور ”کالے دیوؤں کا سایہ“ ہیں۔ ریاض توحیدی سماجی رابطہ گاہوں پر اپنی تخلیقات کو منظرِ عام پر لانے میں اکثر فعال رہتے ہیں ان کے بیشتر افسانے آن لائن جرائد میں چھپتے رہتے ہیں ان کے افسانوں میں ”کالے دیوؤں کا سایہ“ گمشدہ قبرستاں، زہریلے ناخدا، جنازے، گل قصائی، چھوڑ دو میں کشمیر کے موجودہ حالات وواقعات کو علامتوں اور استعاروں کے ذریعے پیش کیا ہے۔ ”چھوڑ دو“ ایک کہانی ہے جس میں کشمیر کے ان ہزاروں معصوم لوگوں کی بد نصیبی کی کہانی ستر سالہ ضعیف جبار چاچا کے حوالے سے بیان کی گئی ہے جس کا اکلوتا جوان بیٹا اور جوان بیٹی ظلم کے شکار ہو کر موت کا پیالا پی چکے ہیں اور جبار بھی ان ہزاروں لوگوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جن سے حالات نے ان کی اولاد کو چھین لیا۔ اسی نوعیت کی ایک کہانی ”کالے دیوؤں کا سایہ“ ایک دردناک کہانی ہے جس میں افسانہ نگار نے بڑے ہی فنکارانہ انداز میں علامتوں کا سہارا لے کر ہندستانی فوج کے ظلم و تشدد کو عریاں کرنے کی کوشش کی ہے:

”سالے۔۔۔! پیچھے کیوں ہٹے۔۔۔؟ ان کتوں کو جلدی جلدی یہاں سے ہٹاؤ، ہوا میں بدبو پھیل رہی ہے

۔۔۔ان۔۔۔ان میں ایک انسانی لاش بھی ہے۔۔۔۔اس کو بھی یہاں سے دفع کرو اور ان کتوں کے ساتھ کسی نالے میں ڈال“۔ (۶)

اس اقتباس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کالے دیوؤں کی نظر میں وادی کے انسانوں کی قدر و قیمت ایک مردے کتے سے بھی بدتر ہے۔ ریاض توحیدی ریاست کا ایک ایسا نوجوان تخلیق کار ہے جنہون نے اپنی شہرت کا لوہا بین الاقوامی سطح کی ادبی دنیا میں منوایا ہے۔ ان کے یہاں احتجاج کی مزیں لہریں ملتی ہیں۔

طارق شبنم موجودہ دور کا ایک اہم افسانہ نگار ہے جو تقریباً ہر ہفتے کشمیر عظمیٰ کے ادب نامہ میں ایک نئی تخلیق کے ساتھ چھپتے ہیں تا حال ان کے افسانوں کے تعداد ایک سو کے قریب ہے جن میں ”بے درد زمانہ“، اندھیرے اجالے، اعتبار، انتظار، بیس سال بعد، درد کا رشتہ، بغاوت، گھر واپسی، آیئنہ فروش اور دو گز زمین قابلِ ہیں۔ واضح رہے طارق شبنم کا کوئی افسانوی مجموعہ ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے ان کی تخلیقات مقامی رنگ سے لے کر آفاقی سطح تک کی ہوتی ہے۔ اپنے زمینی رشتوں سے جڑ کر عصری حقائق کی عکاسی کرنا طارق شبنم کو خوب آتا ہے اپنے افسانہ ”آیئنہ فروش“ میں لکھتے ہیں:

”آخر کب تک یہ موت اور تباہی کا خونین رقص جاری رہے گا۔۔۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سچ یہ ہے آپ نابیناؤں کی نگری کے آئینہ فروش ہو، جہاں کے راجاؤں کی بینائی مادی مفادات کی بد نما پٹیوں کے تلے دب چکی ہے"(حوالہ: کشمیر عظمٰی ۳۲ ستمبر ۸۱۰۲)

طارق شبنم اپنے افسانوں میں منفرد قسم کا احتجاجی لہجہ برتنے میں کامیاب ہوئے ہیں جو اپنا ایک امتزاجی اسلوب بیان رکھتے ہیں کبھی کبھی ان کے افسانوں میں بیانیہ پن نظر آتا ہے اور کبھی کبھی علامت کے خفیف پردوں کو اویزاں کر کے قومی دشمن پر تخلیقی چوٹ کرتے ہیں۔ افسانہ "آئینہ فروش" میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملتا ہے جہاں نابیناؤں کی نگری میں مختلف سیاستداں آئینہ فروش بن کر اپنی گندی سیاست کھیلنا چاہتے ہیں۔

مختصر طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں احتجاجی ادب بلخصوص اردو افسانے میں احتجاج کی شاندار روایت تادمِ تحریر موجود ہے۔

حوالہ جات

۱. نوشاہ، کشمیر کہانی، افسانہ ہیلنگ ٹچ، میزان پبلیشر سرینگر، ۲۱۰۲ء، ص ۲۶
۲. نوشاہ، کشمیر کہانی، افسانہ ہیلنگ ٹچ، میزان پبلیشر سرینگر، ۲۱۰۲ء، ص ۲۶۱
۳. غلام نبی شاہد، آجادی، اعلان جاری ہے، ص ۵۵۔۴۵
۴. منصور احمد منصور، یہ بستی عذابوں کی، ص ۷۰۱۔۸۰۱
۵. وحشی سعید، ارسطو کی واپسی، میزان پبلیشر سرینگر، ۷۱۰۲ء ص ۶۲۔۷۲
۶. ریاض توحیدی، کالے دیوؤں کا سایہ، میزان پبلیشر سرینگر، ص ۲۴